اسلامی معاشرہ میں ماں کا درجہ

محترمہ ثریا بتول علوی صاحبہ - منصورہ لاہور

"ماں" کتنا پیارا اور حسین لفظ ہے ۔ گلشنِ ہستی میں ساری بہار اور رونق ماں ہی کے دم قدم سے ہے ۔ خلوص کی چاشنی سے معمور اور بے لوث محبت سے بھرپور "ماں" اپنی اَن تھک محنت اور مسلسل کوشش سے گھر کے چمن کو آراستہ پیراستہ کرتی اور اپنی سدا بہار مہک سے گھر کے تمام افراد کو فیض پہنچاتی رہتی ہے ۔

حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق

محسنِ نسواں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورت کو ماں کی حیثیت سے عظیم اور بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے ۔ چونکہ دُنیا میں اللہ کی صفتِ تخلیق اور صفتِ ربوبیّت کا قریب ترین اور واضح ترین مظہر ماں ہے ۔ اِس لیے دینِ فطرت اسلام نے اس کی محنت اور کوشش کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے بنی نوعِ انسان کو اس سے احسان کرنے کی تلقین فرمائی ہے ۔ قرآنِ پاک میں سورہ احقاف میں ارشاد ہوتا ہے :

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ط حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط

"ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سُلوک کا حکم دیا ہے اُس کی ماں نے مشقّت اُٹھا کر اُسے پیٹ میں رکھا اور مشقّت اُٹھا کر ہی

اُسے جنا۔ اور اس کے حمل اور دُودھ چھڑانے میں کم از کم تیس مہینے لگ جاتے ہیں۔"

سورۂ لقمٰن میں ارشاد ہوتا ہے:

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ۔

"ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اُسے پیٹ میں رکھا اور پھر دو برس اُس کو دُودھ پلایا۔ پس تو اے انسان ہمارا شکر بھی ادا کر اور ماں باپ کا بھی شکر گذار رہ۔"

حضرت ابوہریرہؓ کی مشہور حدیث ہے کہ کسی صحابی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا یا رسول اللہ! میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا۔ "تیری ماں" پوچھا "پھر کون"؟ فرمایا "تیری ماں" اُس نے عرض کیا "پھر کون"؟ فرمایا "تیری ماں"۔ چوتھی مرتبہ پوچھنے پر ارشاد ہوا "تیرا باپ" اور اس کے بعد درجہ بدرجہ قرابت دار"۔

اِن آیاتِ قرآنی اور اس فرمانِ نبویؐ سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ کی تعلیمات میں تمام مخلوقاتِ انسانی میں سے ماں کو برتری حاصل ہے۔ اور یہ برتری بالکل فطری اور واضح ہے، انسان اپنے وجود میں ذاتِ باری تعالیٰ کے بعد جس ہستی کا سب سے زیادہ ممنونِ احسان ہے وہ والدین ہیں، متقابلتاً باپ کا حصّہ اس میں کم ہوتا ہے اور ماں کا زیادہ۔ ماں تو وہ ہستی ہے جس نے ہزاروں سختیاں اُٹھا کر نو ماہ تک اُسے پیٹ میں رکھا۔ پھر ولادت کی ناقابلِ برداشت تکلیف کو خندہ پیشانی سے گوارا کیا۔ پھر نومولود کو سینے سے لگا کر اپنا خونِ جگر پلایا۔ اور اس کی تربیت اور غور و پرداخت میں اپنی ہر راحت قربان اور ہر خوشی نثار کر دی۔ ایسی حالت میں ماں سے بڑھ کر انسان اپنے وجود میں کس کا محتاج ہوگا!

بات یہیں ختم نہیں ہوتی، بلکہ ماں اور بچے کا تعلق شکمِ مادر سے لے کر گور

تک چلتا ہے۔ بچے کی مسلسل نگہداشت، اس کی مسلسل تربیت، اس کے بہتر اخلاق و کردار کی تعمیر، عمر بھر اس کے آرام و آسائش کے لیے اپنی جان ہلکان کرنا، پیش آمدہ ممکنہ خطرات سے بچانے کی پوری کوشش کرنا، اس کے لیے ہر وقت دعاگو رہنا، غرض کوئی ایک بات ہو تو اس کا تذکرہ کیا جائے۔ یہ تو لاتناہی محبت ہے، جو ماں کی طرف سے ہر وقت اولاد کو منتقل ہوتی رہتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ والدہ کی ان تکلیفوں کا مقابلہ دنیا کی کوئی اور تکلیف نہیں کرسکتی، لہٰذا دنیا میں اللہ کے حق کے بعد سب سے زیادہ حق والدہ کا ہونا ہی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ سلوک کے لیے تین حق والدہ کو دیتے ہیں اور چوتھا حق والد کو دیتے ہیں۔ اب "ماں" کے بارے میں آپؐ کے مزید ارشاداتِ گرامی پیشِ خدمت ہیں۔

اس بارے میں ارشاداتِ نبویؐ

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہؐ میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ کیا میری توبہ ممکن ہے؟ فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ جواب دیا "نہیں" فرمایا "خالہ ہے؟" کہا "ہاں" فرمایا "اس کی خدمت میں لگے رہو، اس سے حسنِ سلوک کرو، یہی تیرے گناہ کی توبہ ہے۔"

ایک صحابیؓ نے عرض کیا میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور مشورہ کی خاطر حاضر ہوا ہوں، فرمایا "کیا تیری ماں زندہ ہے؟" جواب دیا "ہاں"۔ فرمایا "اسی کی خدمت کرو، کیونکہ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے"۔

ایک مرتبہ آپ نے چار بڑے گناہوں کا ذکر کیا۔ ان میں سرفہرست "ماں کی نافرمانی" کو قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ "اللہ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام قرار دے دی ہے"۔

دراصل ماں کی نافرمانی اس ربوبیت کی احسان فراموشی ہے، جس تکلیف میں مبتلا رہ کر اس نے بچے کو جنم دیا۔ تکلیف اٹھا کر اس کی پرورش کی اور خالص انسانی محبت کے پیشِ نظر اتنی مشقت اٹھائی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی والدہ محترمہ بچپن میں ہی وفات پا گئی تھیں۔ آپ کی کنیز اُمّ ایمن نے آپ کی بہت خدمت کی۔ اور اپنے بچوں کی طرح پالا پوسا۔ آپ اُن کو جب بھی دیکھتے بڑے خوش ہوتے اور فرماتے "ام ایمنؓ میری والدہ ہیں" ایک مرتبہ حضرت اُمّ ایمنؓ نے آپ کو پانی پیتے دیکھا تو اپنے لیے پانی طلب کیا۔ حضرت عائشہؓ نے ناراض ہو کر کہا، کیا تم حضورؐ سے پانی طلب کرتی ہو؟ حضرت اُمّ ایمنؓ نے کہا "تم نے مجھ سے بڑھ کر حضورؐ کی خدمت نہیں کی" حضورؐ نے فرمایا "یہ سچ کہتی ہیں۔ اور آپؐ اٹھ کر پانی لائے اور اُمّ ایمنؓ کو پلایا۔

آپؐ کی تعلیم میں ماں کے حقوق کی ادائیگی، اس کی خدمت اور ادب و احترام کی اتنی تاکید ہے کہ کافر مائیں بھی اس سے محروم نہیں رہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس میری ماں مکہ سے مدینہ آئی، وہ مشرکہ تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں مجھے ملنے مکہ سے چل کر یہاں آئی ہے، مگر اسے اسلام سے کوئی رغبت نہیں تو کیا میں اس سے ملوں؟ فرمایا اس سے حُسنِ سلوک کرو۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ماں اور باپ دونوں کے اجتماعی حقوق بھی بے شمار ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا بچہ جب بھی اپنے والدین کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ہر مرتبہ دیکھنے کے عوض اس کے اعمالنامے میں ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، چاہے وہ دن میں سو بار دیکھے؟ فرمایا "ہاں"۔

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ یعنی اپنے والدین کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جس طرح کوئی احسان مند اپنے محسن یا کرم فرما کے ساتھ مؤدبانہ و عاجزانہ طور پر پیش آتا ہے۔ ایک بار آپؐ نے تین بار ارشاد فرمایا" وہ ہلاک ہوا، وہ ہلاک ہوا، وہ ہلاک ہوا"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ بدنصیب کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس کے بوڑھے

ماں باپ دونوں موجود ہوں یا اُن میں سے ایک، مگر وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکے۔ اللہ اکبر! ماں کا یہ عظیم درجہ اور بلند مرتبہ!

ع یہ رتبۂ بلند مِلا جس کو مل گیا

دیکھیے کس طرح تمام اولوالعزم پیغمبر اپنے عظیم مرتبوں کے باوجود اپنی ماؤں کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے نظر آتے ہیں۔ سب اولیاء اللہ اپنی ماؤں کی خدمت گزاری میں تندہی سے مصروف ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو انسان تقوٰے کے جتنے عظیم مرتبہ پر فائز ہے وہ اسی قدر اپنی ماں کا فرمانبردار و اطاعت گذار ہوتا ہے اور اپنی بوڑھی و ناتواں ماں سے اپنے لیے دُعائے خیر کروانا باعثِ برکت و سعادت اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کو دیکھیے کہ وہ کس طرح اپنی والدہ کے حضور خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

دفترِ ہستی میں تھی زرّیں ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات
تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر مرے اجداد کا سرمایۂ عزّت ہوا

ماں کا کردار یہ امرِ واقعہ ہے کہ مقام اور مرتبہ جتنا بلند ہو، ذمہ داریاں اور فرائض اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ اسلام نے عورت کو مختلف حیثیتوں میں بلند مقام عطا کیا ہے، مگر ماں کی حیثیت میں تو وہ مرد سے تین گنا زیادہ مرتبہ حاصل کر رہی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی سوسائٹی کی تعمیر میں اس کا کردار بھی اتنا ہی عظیم الشان ہوگا اور فی الواقع ایسا ہی ہے۔ عورت نسلِ انسانی کی مربّی ہے۔ اگر وہ خود پختہ سیرت و کردار کی مالک ہے اور اپنے مقام و مرتبہ کا شعور رکھتی ہو تو وہ خود کو اسلام کا عملی نمونہ بنالے گی۔ ہر معروف کو اپنائے گی، ہر منکر سے بچنے کی کوشش کرے گی۔ حلال و حرام کی پابندیوں کو قبول کرے گی۔ اگر وہ لالچ، حسد، جھوٹ،

بُغض، منافقت جیسی روحانی بیماریوں سے بچے گی تو اُس کی تربیت میں پلنے والے بچے بھی اس قسم کی سب بُرائیوں سے اجتناب کریں گے۔ وہ جس اعلیٰ معیار کی تربیت اولاد کو دے گی اتنے ہی اعلیٰ معیار کا معاشرہ وجود میں آئے گا۔ اور جس قدر پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا، اتنا ہی عورت کو دُنیا میں ناموری اور شہرت اور آخرت میں سرخروئی ملے گی اور بلند مقام حاصل ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت کی تربیت کا خصوصی اہتمام فرمایا ہے۔ جہاں دوسرے معاشروں نے عورت کو تعلیم کے حق سے بالکل محروم رکھا اور عورت کو ازلی و ابدی بُرائی کا منبع اور گناہ کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ اسلام نے عورت کو شخصی، سیاسی اور معاشرتی و معاشی تمام قسم کے حقوق عطا فرمائے اور اس کی تعلیم کے بارے میں تو اتنا اہتمام ہے کہ سرکارِ دو عالم کا ارشاد ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ کہ علم کا حصول ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔ مزید فرمایا: مَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ۔ (مشکوٰۃ) جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی اور انہیں تعلیم و تربیت دی اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ اللہ انہیں بے نیاز کر دے تو ایسے شخص کے لیے اللہ نے جنت واجب کر دی۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا کہ اگر دو ہی ہوں؟ تو فرمایا دو لڑکیوں کی سرپرستی پر بھی یہی اجر ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے دور میں حکم دے رکھا تھا کہ ہر لڑکی کو سُورۂ نُور خاص طور سے پڑھائی جائے جس میں خواتین سے متعلق خصوصی مسائل ہیں۔

مسلمان ماں کی ذمہ داری قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ

"اے ایمان والو، اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ اس پر تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے، اللہ ان کو جو حکم دے گا وہ اس کی نافرمانی نہیں کریں گے جس کا حکم ان کو دیا جائے گا۔"

مسلمان ماں کی ذمہ داری کی مزید تشریح ایک اور ارشاد نبوی سے ہوتی ہے آپؐ نے فرمایا:

وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ۔

"عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے اور اس سے اولاد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔"

مراد یہ ہے کہ وہ اولاد کی اصلاح اور تربیت کی ذمہ دار ہے۔ اگر اپنے فرض سے غفلت برتتی ہے تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس سے باز پرس کرے گا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ الزہراؓ سے پوچھا۔ جانِ پدر مسلمان عورت کے اوصاف کیا ہیں؟ انھوں نے عرض کیا " ابا جان عورت کو چاہئے کہ خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرے، اولاد پر شفقت کرے، اپنی نگاہ نیچی رکھے اور اپنی زینت کو چھپائے، نہ خود غیر کو دیکھے نہ غیر اس کو دیکھ پائے" حضورؐ یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے۔

ایک دفعہ آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی عورتوں کی بہت تعریف فرمائی کہ وہ اپنے شوہر کی وفادار اور اپنے بچوں کی بہت ہمدرد اور شفیق ہوتی ہیں۔

مسلمان ماں کا اولین فرض جو کتاب و سنت کے غائر مطالعہ سے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ علم کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کریں، کتاب و سنت کی تعلیم کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کریں۔ اپنی زندگی کا ہر وقت جائزہ لیتی رہیں اور بے لوث

محاسبہ کرتی رہیں۔ جہاں جہاں ان کو جاہلیت کے آثار نظر آئیں ان سے اپنی زندگی کو پاک کریں۔ اپنے خیالات، عبادات، اپنی معاشرت، لین دین، اخلاق، غرض زندگی کے ہر شعبے کو دین کے تابع کریں۔ حلال کی پابندی کریں اور حرام روزی گھر میں نہ آنے دیں۔ اس کے بعد اگلے قدم پر وہ گھر کے ماحول کو اسلامی بنائیں۔ فضا کو درست کریں، اپنے گھر میں جو غیر اسلامی رسوم و رواج قدیم و جدید جاہلیت کے نظر آئیں، اُن سب سے اپنے گھروں کو پاک کرنے کی کوشش کریں۔ ریڈیو کے بیہودہ لچر گانے، ٹی۔ وی کی فحش فلمیں اور پھر وی سی آر کی گندگی سے اپنی اور بچوں کی آنکھیں سینکنا کم از کم مخلص مومن عورتوں کا تو طرزِ عمل نہیں ہو سکتا۔ تلاوتِ قرآن کا فریضہ ریڈیو اور ٹی وی کے سپرد کرنے کے بجائے مسلمان مائیں خود ذوق و شوق کے ساتھ اور اخلاص و عقیدت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتی رہیں۔ وہ ہر وقت اپنے بچوں کی اسلامی انداز میں تربیت میں مصروف رہتی ہیں۔ اور اس فکر میں لگی رہتی ہیں کہ گھروں کی معاشرت، روزمرہ کے رہن سہن اور زندگی کے تمام معاملات میں اسلامی طرزِ زندگی نمایاں نظر آئے۔ اُٹھتے بیٹھتے ان کو اللہ کا ذکر سکھاتی ہیں، نماز، روزہ کا پابند بناتی ہیں۔ مختلف موقعوں پر اَلحمدللہ، سُبحان اللہ، ماشاء اللہ کہنا موقع محل کے مطابق مسنون دُعائیں سکھاتی ہیں، ان کو عبادت کا مفہوم و مدعا سمجھاتی ہیں، جھوٹ، منافقت، فریب ایسی بیماریوں سے، خصوصاً گالم گلوچ، لڑائی جھگڑے سے بچانا اور آپس میں پیار و محبت اور اتفاق سے رہنا سکھاتی ہیں۔ اللہ اور رسولؐ کی محبت کا نقش ان کے دلوں پر بٹھاتی ہیں، ان کی عادات کو انبیائے کرام، سیرت نبوی و صحابہ کرامؓ کے حالات پر مشتمل ایمان افروز قصے سُنا کر درست کرنے کی کوشش کرتی ہیں، ان کو باقاعدہ کتاب و سنت کی تعلیم دلواتی ہیں اور دلوں کو جذبۂ جہاد سے گرماتی ہیں۔

(باقی)